سوال(۳): کیا چوری میں متہم شخص کو سزا سے چھڑانے کے لیے سفارش کرنا جائز ہے؟ اور سفارش کب جائز ہے اور کب ناجائز؟ (عبداللہ اسماعیلی)

جواب: چوری چکاری اور دوسرے قسم کے جرائم اثم اور عدوان میں شامل ہیں۔ ان چیزوں میں سزا سے بچانے کی کوشش **تعاون علی الإثم والعدوان** ہے۔ ان ہی غلط طریقوں کی وجہ سے معاشرہ تباہ ہو رہا ہے۔ اس حمام میں بڑے بڑے لوگ بھی ننگے نظر آتے ہیں۔ سب جانتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے بنی مخزوم کی ایک عورت کی سزا کے بارے میں اپنے محبوب صحابی اسامة بن زید رضی اللہ عنہما کی سفارش پر بڑی سرزنش کی تھی۔ اللہ پاک ہم سب پر رحم کرے، آمین

قسم الترجمة (۲)

قرآن مجید ہی درحقیقت کلامِ الٰہی ہے

مجموع فتاویٰ شیخ الإسلامؒ [۱۲/۱۷ــ ۲۲]   ترجمہ،توضیح وتلخیص: أبو محمد عبدالوهاب خان

انبیاءِ کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی مشابہت پر اہل کتاب کی شہادت:

اگر خاتم الانبیاء ﷺ کی نبوت نہ ہوتی' تو سارے لوگ گھٹاٹوپ اندھیروں میں ٹھوکریں کھا رہے ہوتے۔ ضلالت کے اُس تیرہ وتاریک گڑھے سے نہ کوئی اہل کتاب نکل پاتا' اور نہ کسی عامی کو چھٹکارا نصیب ہوتا۔

اِس آخری واجب الاطاعت ہستی ﷺ سے متعلق بھی بالکل وہی باتیں دہرائی گئیں' جن کا سامنا دیگر انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو کرنا پڑا تھا، تو اللہ پاک نے آپ ﷺ کو حکم دیا کہ اتمامِ حجت کے لیے اپنے زمانے کے اہل کتاب کو اس بات پر گواہ رکھیں' کہ بنیادی تعلیمات،عقائد اور عوامی ردِّعمل کے لحاظ سے دعوت محمدی پیشرو انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے مناہج دعوت سے کامل مماثلت رکھتی ہے۔

اہل کتاب کو دار الاسلام میں جزیہ لے کر برقرار رکھنے میں ایک حکمت اسی بات کی شہادت لینا بھی ہے۔ تاکہ انبیائے سابقین علیہم الصلاۃ والسلام کے واقعات سے بے علم عوام الناس کو' اپنے ہی ذرائع سے سابقہ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے احوال اور ان کی امتوں کے اعتراضات والزامات سے آگاہ ہونے کا موقع ملے...... چہ عجب کہ اس سے اہل ایمان کے ایمان میں پختگی آئے اور اہل کفر اپنے پیش رؤوں کے انجام سے عبرت حاصل کر کے ان کی روش ترک کردینے پر آمادہ ہوں!!

ان ہی حکمتوں کی بنا پر رب ذوالجلال نے کتاب الٰہی پر اعتراض کرنے والوں سے فرمایا کہ ان حقائق کی مزید تحقیق کے لیے اگر تم ضرورت محسوس کریں' تو یہود و نصاریٰ کے اہل علم سے بھی دریافت کرو...... کیا ہر پیغمبر کے منکرین نے اس کی بشریت پر' عقیدہِ توحید پر' نازل شدہ کتاب الٰہی پر اور باپ دادا کی تقلید نہ کرنے پر یہی اعتراضات نہیں لگائے تھے' جو تم آج بھی دہرا رہے ہو؟! فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿فَإِنْ كُنْتَ فِي شَكٍّ مِمَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ فَاسْأَلِ الَّذِينَ يَقْرَءُونَ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكَ لَقَدْ جَاءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ۞﴾ ''اگر تجھے اس چیز میں ذرا سا بھی تردّد ہونے لگے' جو ہم نے آپ کی طرف اتاری ہے، تو ان لوگ سے پوچھ لیجیے' جو آپ سے پہلے بھی کتابِ اِلٰہی کو پڑھ رہے

ہیں۔ یقیناً آپ کی طرف آپ کے پروردگار کی طرف سے حق پہنچ چکا ہے، پس آپ ہرگز ہرگز شبہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوں"۔[یونس/٩٤]

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝﴾[النحل/٤٣۔نیز دیکھیے :الانبیاء/٧]"ہم نے آپ ﷺ سے قبل بھی صرف مرد انسانوں کو رسالت دے کر بھیجا ہے، جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے۔ پس تم اہل علم (تورات وانجیل کے علماء) سے پوچھ لو، اگر تمہیں خود ان حقائق کا علم نہ ہو"۔

انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام اور دیگر دعویداران غیب میں فرق :

تمام اہلِ کفر وضلالت کا متفقہ اعتراض اور مشترکہ شبہ یہی ہے کہ انہوں نے اللہ پاک کے رسولوں علیہم الصلاۃ والسلام کو اُن کے مشابہ قرار دیا، جن کے درمیان اللہ پاک نے واضح فرق بیان کر دیا ہے۔ اور انہوں نے اللہ کے اس خاص فضل وکرم کا انکار کر دیا، جو اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے انبیاء ورسل کو خصوصی طور پر عطا فرمایا ہے۔ پس وہ ایک غلط قیاس کی وجہ سے صراطِ مستقیم سے محروم رہ گئے۔ قیاس میں مُشَبَّہ اور مُشَبَّہ بِہ (یعنی جس چیز کو دوسری چیز سے تشبیہ دی جاتی ہے، ان دونوں) کے درمیان ایک قدرِ مشترک کا وجود ضروری ہے۔ اور کافروں کی نظر میں یہی قدر مشترک "وحی اور تنزیل" ہے۔ یعنی: پوشیدہ طریقے سے ان تک بعض معلومات کا پہنچ جانا۔

بات یہ ہے کہ شیطان بھی اپنے خاص دوستوں اور مریدوں یعنی کاہن، نجومی اور پامسٹ وغیرہ اہل شرک وفسق کے پاس غیر مرئی طریقے سے آتے ہیں اور انہیں اپنی استطاعت کے مطابق خفیہ معلومات بہم پہنچاتے ہیں، جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے سرداروں کے بارے میں فرمایا: ﴿وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـِٕهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ......﴾ "اور بے شک شیاطین اپنے خاص دوستوں کی طرف غائبانہ باتیں پہنچاتے ہیں، تاکہ وہ تم مسلمانوں سے حجت بازی کر سکیں"۔[الانعام/١٢١]

اللہ عزوجل نے قرآن پاک میں جابجا انبیاءِ کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے واقعات بیان فرمائے ہیں۔ سورۃ الشعراء میں سات انبیاء کرام حضرات موسیٰ علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، نوح علیہ السلام، ہود علیہ السلام، صالح علیہ السلام اور شعیب علیہ السلام کے واقعات پے درپے بیان فرمانے کے بعد قرآن کریم کا تذکرہ ان الفاظ میں فرمایا: ﴿وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ۝ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ

الْمُنْذِرِيْنَ ۞ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ۞ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ۞ اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ ۞﴾ ''اور یقیناً یہ تمام جہانوں کے پروردگار کا نازل کردہ ہے، اسے امانت دار جان (جبریل علیہ السلام) آپ ﷺ کے دل پر لے کر اترا، تاکہ آپ ﷺ ڈرانے والوں میں سے ہو جائیں، واضح عربی زبان میں۔ اور بے شک یہ حقیقت پچھلی کتابوں میں بھی مبرہن ہے۔ کیا ان لوگوں کو اس بات میں حق کی نشانی محسوس نہیں ہوتی، کہ اسے بنی اسرائیل کے علماء بھی جانتے ہیں؟!'' [الشعراء/ ۱۹۲......۱۹۷]

''وحی اور تنزیل'' کی اس اعلیٰ مثال کے بعد دوسری قسم کا ذکر فرما کر فرق واضح کر دیا:

﴿هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ۞ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۞ يُلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ۞ وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ۞ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ۞ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ۞﴾ ''کیا میں تمہیں آگاہ نہ کر دوں کہ شیاطین کن لوگوں پر اترا آتے ہیں؟! وہ بہت زیادہ جھوٹ باندھنے والوں، گناہوں میں غرق رہنے والوں پر اترتے ہیں۔ جو کچھ وہ سن پائیں، ان تک پہنچاتے ہیں۔ اور ان کی اکثر باتیں جھوٹی ہوتی ہیں۔ اور شاعر تو وہ لوگ ہیں کہ جن کی پیروی گمراہ لوگ ہی کرتے ہیں۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ وہ ہر وادی میں بھٹکتے پھرتے ہیں؟ اور یقیناً وہ جو کچھ کہتے ہیں، اسے عملی جامہ نہیں پہناتے''۔ [الشعراء/ ۲۲۱ ...... ۲۲۶]

اس طرح اللہ تعالیٰ نے انبیاءِ کرام علیہم الصلاۃ والسلام اور کہان، شعراء وغیرہ کے مابین واضح ترین فرق ارشاد فرمایا۔ اس فرق کی ضرورت اس لیے ہوئی کہ اہل کفر اس فرق کو جانتے یا مانتے نہ تھے۔

کیونکہ کاہن بعض اوقات غائبانہ چیزوں سے متعلق سجع و قافیہ پر مشتمل باتیں کرتے ہیں اور شاعر بھی پُر اثر منظوم کلام پیش کرتے ہیں۔ یقیناً شیاطین اپنے دوست (کاہن) کی حتی الامکان مدد کر کے جھوٹ اور معصیت اسے سُجھاتا اور سکھاتا ہے اور شاعر کا منظوم مواد اس کا ذاتی ہوتا ہے، اور کبھی شیطان بھی اس کی مدد کرتا ہے۔

بہر حال یہ ایک قرآنی حقیقت ہے کہ شیطان ان ہی لوگوں پر اترتے ہیں، جو اُن سے ہم آہنگ ہوں۔ اور شیطانوں سے ہم آہنگ وہی ہوتا ہے، جو بات کا جھوٹا اور عمل کا کھوٹا ہو۔ اور شاعر، لوگوں کی نفسانی خواہشات کو بڑھکانے میں کوشاں رہتے ہیں، تو خواہشات نفسانی کے اسیر ہی ان کی پیروی کرتے اور ان کا کلام گاتے اور گنگناتے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ سے کذب و افتراء، فسق و فجور اور قول و عمل میں تضاد کی نفی کر کے اس سے کہانت اور

شاعری کے امکان ہی کو مسترد کر دیا۔ بالفاظ دیگر لازم کی نفی کر دی' تو ملزوم کی نفی خُود بخود ہوگئی۔ نیز ان اوصاف کی وضاحت بھی فرمائی' جن میں انسانی اور جنی ہر دو نوع کے شیاطین مشترک ہوتے ہیں۔

بدعت بھی کفر ہی کی ایک شاخ ہے۔

سابقہ بحث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بدعت ہمیشہ کفر کی کوکھ سے جنم لیتا ہے۔

اسی بنا پر ہم کہتے ہیں کہ جن یہود، نصاریٰ اور صابیوں کی اللہ پاک نے تعریف فرمائی ہے' وہ سارے اپنے اپنے زمانے کے مؤمن مسلمان تھے' جنہوں نے نہ اللہ کی طرف سے نازل شدہ کتاب میں کوئی ترمیم کی' نہ اس میں سے کسی چیز کا انکار کیا' اور نہ کسی خود ساختہ عقیدہ وعمل کو دین سمجھ کر اختیار کیا۔

جب ان کے بعد آنے والوں نے کتاب الٰہی کے بعض احکام کا انکار کیا' یا ان میں تحریف کی یا اپنی طرف سے عقائد واعمال ایجاد کیئے تو اس بدعت سے وہ کافر بن گئے۔اور عام طور پر ان ہی گروہوں نے خاتم النبیین ﷺ اور ان پر نازل شدہ کتاب الٰہی کا انکار کیا۔اوران ہی گروہوں میں سے بعض منافق بنے۔

صابی بھی اہل کتاب کی طرح ہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کبھی انہیں مشرکین کی ایک قسم قرار دیا ہے اور کبھی انہیں مشرکین سے الگ ملت شمار کیا ہے۔جب یہود اور نصاریٰ بھی اپنے باطل اعتقادات کی وجہ سے مشرک ٹھہرائے جاتے ہیں' تو صابئین کو مشرک قرار دینا بالاولیٰ درست ہے۔

حقیقت نبوت سے متعلق فلسفیانہ موشگافیاں :

صابئین میں سے متأخر لوگوں نے اس بات کو سرے سے تسلیم ہی نہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کوئی کلام کرتا ہے' یا اس کی طرف سے کوئی کلام کسی مخلوق پر نازل ہوسکتا ہے۔ بلکہ وہ لوگ اللہ پاک کی بہت ساری صفات کا انکار کرتے ہیں' اور اللہ کے لیے متعدد صفاتِ نفی بیان کرتے ہیں۔مثلاً: اس ذات پاک کا جسم نہیں ،وہ کوئی مادی چیز نہیں ، نہ عالم کے اندر ہے اور نہ باہر، وغیرہ...... پس وہ اللہ تعالیٰ کے تفصیلی علم اور تفصیلی ارادے ہی کی نفی کرتے ہیں۔ان میں سے جن بعض افراد نے اپنے عقلی پیمانے کے مطابق نبوّت کو تسلیم کیا ہے' ان کا بھی تصورِ نبوّت نہایت بودا ہے۔ان ہی نظریاتِ باطلہ کی وجہ سے وہ قرآن کریم کو انسانی کلام قرار دیتے تھے۔

دورِ نبوت کے مشہور فلاسفہ میں سے ایک الولید بن المغیرۃ بھی تھا، جسے قرآن پاک نے "وحید" بتایا ہے [المدثر/ ۱۱] وہ مشرک تھا۔اور ان ہی میں سے صابی بھی تھے۔چنانچہ قرآن مجید میں اس کے فلسفیانہ اندازفکر